آج کے ظالم مسلمان

تحریر: مقبول احمد سلفی

اسلامک دعوۃ سنٹر طائف

اس کائنات کا خالق عظیم عادل ومنصف ہے، وہ اپنے عدل وانصاف سے دنیاوالوں کی نگرانی کررہاہے بلکہ کائنات کی ساری مخلوقات کے ساتھ انصاف کرتاہے اور کسی پر بھی ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا مگرانسان ہے کہ ایک دوسرے پر ظلم کرکے دنیا کاماحول مکدر بنادیاہے۔آج کل کی صورت حال ایسی ہے کہ شریف انسانوں، نیک دل مسلمانوں اور عدل وانصاف کرنے والے آدمیوں کا یہاں جینا دشوار ہوگیاہے۔ نبی ﷺ نے مومن کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: المؤمنُ غِرٌّ كريمٌ ، والفاجرُ خِبٌّ لئيمٌ (صحيح أبي داود:4790)

ترجمہ: مومن بھولا بھالااور شریف ہوتاہے اور فاجر فسادی اور کمینہ ہوتاہے۔

آج اکثر مسلمان اس حدیث کے مخالف اور ظلم وعدوان کی راہ اختیار کرتے نظر آتے ہیں۔اللہ نے ظلم کواپنے لئے اور اپنی مخلوق کے لئے حرام ٹھہرایاہے۔حدیث قدسی میں ذکر ہے: يا عِبَادِي إنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ علَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فلا تَظَالَمُوا (صحيح مسلم: 2577)

ترجمہ: اے میرے بندو! میں نے ظلم کواپنے اوپر حرام کیااور تم پر بھی حرام کیا، توتم مت ظلم کروآپس میں ایک دوسرے پر۔

اللہ نے اپنے اوپر ظلم حرام کرلیااور اپنی ذات سے بھی ظلم کی یکسر نفی کردی، فرمان باری تعالی ہے: إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ(النساء:40)

ترجمہ: اللہ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا ہے۔

ظلم کہتے ہیں کسی چیز کو اس کی جگہ سے ہٹاکر دوسری جگہ رکھنا۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی کو اس کا حق نہ دینا، ناحق طریقے سے کسی کا حق مارنا، بغیر قصور کے کسی پر زیادتی کرنا، معاملات میں ناحق طرفداری کرنا وغیرہ ظلم کہلائے گا۔ یہ ظلم اس قدر بھیانک جرم ہے کہ اسے قیامت کی تاریکی سے موسوم کیا گیا ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے: اتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ(صحيح مسلم:2578)

ترجمہ: تم ظلم سے بچو کیونکہ یہ قیامت کی تاریکیوں سے ہے یعنی ظالم کو قیامت کے دن بوجہ تاریکی اور اندھیرے کے راہ نہ ملے گی۔

میں اس مضمون میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج دنیا ظلموں سے بھر گئی ہے اور ظلم کا انجام تباہی وبربادی ہے یہی وجہ ہے کہ لوگ اللہ کی طرف سے قسم قسم کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان تو اللہ پر ایمان لانے والے ہیں پھر وہ کیوں پریشان حال ہیں ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آج کے اکثر مسلمان ظالم ہیں اور وہ اپنے کرتوت کی وجہ سے اللہ کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ جواب کچھ حیران کرنے والا ہے مگر حقیقت پر مبنی ہے۔اس جواب کو اچھے سے سمجھنے کے لئے ظلم کی تعریف ذہن میں رکھتے ہوئے اس کی اقسام کو جاننا ہوگا۔

قرآن نے ظلم کو مختلف طریقے سے بیان کیا ہے اور متعدد قسم کی نافرمانیوں کو ظلم قرار دیا ہے، ان سب کا ذکر طویل ہوجائے گا۔اختصار کے ساتھ ہم تمام قسم کے ظلموں کو تین اصناف میں بیان کرسکتے ہیں۔

(1) ظلم کی پہلی قسم اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔اللہ اس کائنات کا تن تنہا خالق ومالک ہے، وہ محض اپنی عبادت کے لئے انس وجن کو پیدا کیا ہے اس وجہ سے جو رب کی بندگی چھوڑکر غیراللہ کی بندگی کرے یا اس کی بندگی میں غیراللہ کو شامل کرے وہ اللہ کی نظر میں ظالم ہی نہیں بہت ہی بڑا ظالم ہے کیونکہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا بھاری ظلم ہے۔اللہ کا

فرمان ہے:وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (لقمان:13)

ترجمہ:اور جبکہ لقمان نے وعظ کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچو! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔

ظلم کی اس قسم کو دنیا کے مسلمانوں میں تلاش کریں تو معلوم ہوگا کہ اکثر مسلمان ظالم ہیں۔ گاؤں گاؤں شہر شہر درگاہوں اور مزاروں پر غیر اللہ کے لئے سجدے ہورہے ہیں، اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ سے مدد طلب کی جارہی ہے اور جن کو خود اللہ نے پیدا کیا ہے ان محتاج وکمزور بندوں کو مشکل کشا/ غوث/داتااور غریب نواز سمجھا جارہاہے۔ رب العالمین نے سچ فرمایاہے کہ اللہ پر ایمان لانے والے اکثر مشرک ہیں۔ فرمان الٰہی ہے:

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ (یوسف:106)

ترجمہ:ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں۔

قرآن کی یہ آیت صاف صاف بتلارہی ہے کہ کلمہ پڑھنے والے بھی شرک میں مبتلا ہیں بلکہ ایسے لوگوں کی دنیا میں کثرت ہے۔جب اس درجے کے مسلمانوں کی اکثریت ہوگی پھر کیسے نہ ابتلاء وآزمائش میں ہوں گے؟

(2) ظلم کی دوسری قسم بھی حقوق اللہ سے متعلق ہے اور یہاں پر اس سے مراد اللہ کی وہ معصیت ہے جو شرک کے علاوہ ہو۔اس کو مثال سے یوں سمجھیں کہ ہمیں اللہ نے آنکھ سے جائز چیز دیکھنے کا حکم دیا، کان سے اچھی بات سننے کا حکم دیا مگر ہم اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے آنکھوں سے گندی تصویر دیکھتے ہیں اور کانوں سے گانا سنتے ہیں تو یہ اپنی آنکھوں اور کانوں پر ظلم کرنا ہوا، اسی کو اپنے نفس پر ظلم کرنا بھی کہا جاتاہے یعنی جب بھی انسان اللہ کی معصیت ونافرمانی کا کوئی کام کرتاہے تو وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتاہے۔اس بات کو اللہ تعالی نے قرآن مقدس میں کئی جگہ بیان کیاہے، پہلے وہ آیت دیکھیں جس میں اللہ بیان کرتاہے کہ انسان اپنے نفس پر خود ہی ظلم کرتاہے، اللہ فرماتاہے: إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ

النَّاسَ شَيْـًٔا وَلٰكِنَّ النَّاسَ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ(یونس:44)

ترجمہ: یہ یقینی بات ہے کہ اللہ لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

اوراب وہ آیت دیکھیں جس میں اللہ بتلارہاہے کہ اللہ کی نافرمانی اوراس کے حدود سے تجاوز کرنااپنے نفسوں پر ظلم کرنا ہے۔فرمان رب العالمین ہے:

وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُۚ(الطلاق:44)

ترجمہ: جو شخص اللہ کی حدوں سے آگے بڑھ جائے اس نے یقیناًاپنی جانوں پر ظلم کیا۔

ظلم کی اس قسم کو مسلمانوں میں تلاش کرتے ہیں تو گھر گھراوراکثر مسلمانوں میں کوٹ کوٹ کر بھراہواہے۔

ان دونوں قسموں کے ظلم کا حکم یہ ہے کہ اللہ تعالی توبہ کے ذریعہ شرک اوراپنے حق میں ہونے والی تمام معصیت کو معاف فرمادیتاہے لیکن شرک پر کسی کا خاتمہ ہوجائے تو پھراللہ کے دربار سے اس ظلم کی معافی نہیں ملتی ہے ،ہمیشہ ہمیش کے لئے اس ظلم کے بدلے جہنم میں جاناپڑے گاتاہم شرک کے علاوہ گناہ کواللہ چاہے تو معاف کرے اور چاہے توسزادے۔اللہ فرماتاہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا(النساء:48)

ترجمہ: یقیناًاللہ تعالی اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتااوراس کے سوا جسے چاہے بخش دیتاہے اور جو اللہ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑاگناہ اور بہتان باندھا۔

(3) ظلم کی تیسری قسم حقوق العباد سے متعلق ہے یعنی ایک آدمی کسی دوسرے آدمی پر کسی قسم کا ظلم کرے مثلا لوگوں کاناحق خون کرنا، باطل طریقے سے کسی کا حق مارنا، کسی کاسامان چھین لینا یاچوری کرلینا، بلاوجہ کسی کو گالی دیدینا، معصوم آدمی پر بہتان لگانا،لوگوں کادل دکھانا، کسی کی غیبت اور چغلی کرنا، کمزوروں کو پریشان کرنا، حق کے داعیوں کے لئے مشکلات پیداکرنااور مظلوم کے خلاف ظالم کی مدد کرناوغیرہ۔

ظلم کی تینوں اقسام میں یہ وہ بھیانک جرم ہے جس کو اللہ معاف نہیں کرتا اور نہ ہی نماز و روزہ اور حج و عمرہ جیسی نیکی سے تلافی ہوتی ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

مَن كَانَتْ له مَظْلَمَةٌ لأخِيهِ مِن عِرْضِهِ أوْ شيءٍ، فَلْيَتَحَلَّلْهُ منه اليَومَ، قَبْلَ أنْ لا يَكونَ دِينَارٌ ولَا دِرْهَمٌ، إنْ كانَ له عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ منه بقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ، وإنْ لَمْ تَكُنْ له حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِن سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عليه(صحيح البخاري:2449)

ترجمہ: اگر کسی شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا کسی طریقہ (سے ظلم کیا ہو) تو آج ہی، اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرا لے جس دن نہ دینار ہوں گے، نہ درہم بلکہ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہو گا تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لے لیا جائے گا اور اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہو گا تو اس کے (مظلوم) ساتھی کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔

اس معنی کی ایک مفصل روایت صحیح مسلم میں یوں وارد ہے، نبی ﷺ فرماتے ہیں:

أَتَدْرُونَ ما المُفْلِسُ؟ قالوا: المُفْلِسُ فِينا مَن لا دِرْهَمَ له ولا مَتاعَ، فقالَ: إنَّ المُفْلِسَ مِن أُمَّتي يَأْتي يَومَ القِيامَةِ بصَلاةٍ، وصِيامٍ، وزَكاةٍ، ويَأْتي قدْ شَتَمَ هذا، وقَذَفَ هذا، وأَكَلَ مالَ هذا، وسَفَكَ دَمَ هذا، وضَرَبَ هذا، فيُعْطَى هذا مِن حَسَناتِهِ، وهذا مِن حَسَناتِهِ، فإنْ فَنِيَتْ حَسَناتُهُ قَبْلَ أنْ يُقْضَى ما عليه أُخِذَ مِن خَطاياهُمْ فَطُرِحَتْ عليه، ثُمَّ طُرِحَ في النَّارِ.(صحيح مسلم:2581)

ترجمہ: تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: مفلس ہم میں وہ ہے جس کے پاس روپیہ اور اسباب نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مفلس میری امت میں قیامت کے دن وہ ہو گا جو نماز لائے گا، روزہ اور زکوٰۃ لیکن اس

نے دنیا میں ایک کو گالی دی ہو گی، دوسرے پر بدکاری کی تہمت لگائی ہو گی، تیسرے کا مال کھالیا ہو گا، چوتھے کا خون کیا ہو گا، پانچویں کو مارا ہو گا، پھر ان لوگوں کو (یعنی جن کو اس نے دنیا میں ستایا) اس کی نیکیاں مل جائیں گی اور جو اس کی نیکیاں اس کے گناہ ادا ہونے سے پہلے ختم ہو جائیں گی تو ان لوگوں کی برائیاں اس پر ڈالی جائیں گی آخر وہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

ظلم کی اس قسم کو مسلمان میں تلاش کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے گھر گھر ظالم ہے، ہر کوئی دوسرے کے لئے ظالم ہے اور افسوسناک صورت حال تو یہ ہے کہ تقلیدی مسالک میں بٹے مسلمان ایک دوسرے پر ظلم کی انتہا کر چکے ہیں ۔اندھی تقلید اور گروہی عصبیت میں اس قدر ڈوبے ہوئے ہیں کہ دین کے سچے داعیوں اور معصوم علماء کو دہشت گرد قرار دے کر کافروں کے ہاتھوں میں تھما رہے ہیں تاکہ اہل کفر انہیں قتل کردے یا جیل کی سلاخوں میں بند کرکے انہیں دعوت دین سے روک دے۔العیاذ باللہ

اے کاش! خود کو مسلمان کہنے والے اس حدیث کو عمل میں لائے ہوتے تو آج ہم کافروں سے مغلوب نہ ہوتے اور یوں زمانے میں ذلیل وخوار نہ ہوتے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تَحاسَدُوا، ولا تَناجَشُوا، ولا تَباغَضُوا، ولا تَدابَرُوا، ولا يَبِعْ بَعْضُكُمْ علَى بَيْعِ بَعْضٍ، وكُونُوا عِبادَ اللهِ إخْوانًا المُسْلِمُ أخُو المُسْلِمِ، لا يَظْلِمُهُ ولا يَخْذُلُهُ، ولا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هاهُنا ويُشِيرُ إلى صَدْرِهِ ثَلاثَ مَرّاتٍ بحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أنْ يَحْقِرَ أخاهُ المُسْلِمَ، كُلُّ المُسْلِمِ علَى المُسْلِمِ حَرامٌ، دَمُهُ، ومالُهُ، وعِرْضُهُ.(صحيح مسلم :2564)

ترجمہ: مت حسد کرو، مت دھوکے بازی کرو، مت بغض رکھو، مت دشمنی کرو، کوئی تم میں سے دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے اور ہو جاؤ اللہ کے بندو بھائی بھائی۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے، نہ اس کو ذلیل کرے، نہ اس کو حقیر جانے، تقویٰ اور پرہیز گاری یہاں ہے۔اور اشارہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے کی طرف تین بار

(یعنی ظاہر میں عمدہ اعمال کرنے سے آدمی متقی نہیں ہوتا جب تک سینہ اس کا صاف نہ ہو)،کافی ہے آدمی کو یہ برائی کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، مسلمان کی سب چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں اس کا خون، مال، عزت اور آبرو۔

آج ایک مسلمان خود دوسرے مسلمان کے لئے مصیبت بنا ہوا ہے اور ایک گروہ دوسروں کے خون کا پیسا ہے، یہ سب کچھ دشمنان اسلام کو معلوم ہیں اور وہ خوب خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ کیا ہو گیا آج کے مسلمانوں کو کہ وہ اپنے بھائیوں کی مدد کرنے کی بجائے ان کی پیٹھ میں چھورا گھونپ رہے ہیں اور اللہ کے دشمنوں کی مدد کر رہے ہیں۔ اللہ نے ہمیں اپنے بھائیوں کے جھگڑے ختم کرنے اور ان کی اصلاح کرنے کا حکم دیا جبکہ ہم اس کے بر خلاف آپس میں مسلمانوں کو لڑانے میں لگے ہیں اور اپنے بھائیوں کو مٹانے پر تلے ہیں۔ کیا ظالم مسلمان اس آیت کی تلاوت نہیں کرتے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (الحجرات:10)

ترجمہ: بے شک سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

ظالم لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ ان کے کرتوت سے غافل ہے، ہر گز نہیں بلکہ وہ ظالموں کے عملوں سے بخوبی واقف ہے، بس تھوڑی مہلت دیتا ہے اور جب تباہی کا وقت آ جاتا ہے تو پھر کوئی بچانے والا نہیں ہوتا۔ **وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ (ابراهيم:42)**

ترجمہ: ظالموں کے اعمال سے اللہ کو غافل نہ سمجھ وہ تو انہیں اس دن تک مہلت دیئے ہوئے ہے جس دن آنکھیں پھٹی پھٹی رہ جائیں گی۔

اور اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے: **إِنَّ اللَّهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ (صحيح**

البخاري:4686)

اللہ تعالیٰ ظالم کو چند روز دنیا میں مہلت دیتا رہتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔

قرآن ظالموں کی بے شمار داستانیں ہم سے بیان کرتا ہے، بڑے بڑے ظالم دنیا سے نیست ونابود کئے گئے، کہیں ان کا اتہ پتہ اور نام ونشان نہیں ملتا۔

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا— مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

کیا نمرود اور کیا فرعون ؟اللہ نے بستیوں کی بستی ہلاک کردیا، اللہ کا فرمان ہے: وَكَمْ قَصَمْنَا مِن قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ (الانبیاء: 11)

ترجمہ: اور بہت سے بستیاں ہم نے تباہ کردیں جو ظالم تھیں اور ان کے بعد ہم نے دوسری قوم کو پیدا کردیا۔

ظلم کی ہولناکی دیکھیں کہ مظلوم کی آہ وبکا اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور پھر مظلوم فاسق وفاجر ہو حتی کہ کافر ہو تب بھی اس کی بددعا ظالم کے خلاف اللہ قبول کرلیتا ہے۔اس سے متعلق تین قسم کی احادیث وارد ہیں۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

اتَّقِ دَعْوَةَ المَظْلُومِ، فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وبيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ. (صحيح البخاري:2448)

ترجمہ: مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان پردہ نہیں ہوتا۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

دعوةُ المظلومِ مُستجابةٌ، وإن كان فاجرًا ففُجورُه على نفسِه(صحيح الترغيب:2229)

ترجمہ: مظلوم کی دعا قبول کرلی جاتی ہے، اگر وہ فاجر ہوگا تو اس کی برائی اسی کے نفس پر ہوگی۔

نبی ﷺ فرمان ہے:

اتَّقوا دعوةَ المظلومِ ، وإن كان كافرًا ، فإنه ليس دونها حجابٌ(صحيح الجامع:119)

ترجمہ: مظلوم کی بددعا سے بچوا گرچہ کافر ہو کیونکہ اس کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔

ظلم کا سب سے بھیانک انجام یہ ہے کہ ظالموں کو آخرت میں سزا ملنی ہی ملنی ہے، دنیا میں بھی یقینی طور پر اور ہر حال میں اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوتا ہے، اللہ کا فرمان ہے:

ما من ذنبٌ أجدرُ أن يُعجِّلَ اللهُ لصاحبِه العقوبةَ في الدنيا مع ما يدَّخِرُ له في الآخرةِ من البغيِ وقطيعةِ الرحمِ (صحيح ابن ماجه:3413)

ترجمہ: ظلم اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی گناہ ایسا نہیں جس کا مرتکب زیادہ لائق ہے کہ اس کو اللہ کی جانب سے دنیا میں بھی جلد سزا دی جائے اور آخرت کے لئے بھی اسے باقی رکھا جائے۔

آخر میں بیان کرنا چاہتا ہوں کہ بلاشبہ ہم سب اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں، اس گناہ کو اللہ معاف کر سکتا ہے مگر جو گناہ موجب جہنم ہے اس سے تو ہر حال میں بچنا ہوگا۔ آیئے اپنا محاسبہ کرتے ہیں کہ ہم نے کس کس کے حق میں ظلم کیا ہے، اولاد، رشتے دار، پڑوسی، علماء، ان سب سے اپنے جرم کی تلافی کروالیں اور آئندہ مسلمانوں کے حق میں ظلم کرنے سے بچیں حتی کہ کسی کافر یا کسی جانور پر بھی ظلم نہ کریں اور میری بات کا یقین کریں کہ اگر مسلم اپنی زندگی سے ظلم ختم کرلیں اور آپس میں ایمان والے بھائی بن جائیں تو دشمن پر پھر سے غالب آجائیں گے۔ اللہ کا فرمان ہے:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (آل عمران:139)

ترجمہ: اور تم سستی نہ کرو اور نہ غمگیں ہو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان والا رہو۔

اور ایک آخری بات آپ سب سے ادباواحتراما عرض کرنا ہے کہ مظلوم مسلمان جو جیلوں اور کافروں کے نشانے پر ہیں ان کی مدد کریں خواہ وہ کسی طبقہ اور مسلک سے ہوں اور مسلمانوں میں جو ظالم ہیں ان کو ظلم سے روکیں، نبی ﷺ کا فرمان ہے:

انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا، قالوا: يا رَسُولَ اللَّهِ، هذا نَنْصُرُهُ مَظْلُومًا، فَكيفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا؟ قالَ: تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ.(صحيح البخاري:2444)

ترجمہ: اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہم مظلوم کی تو مدد کر سکتے ہیں۔ لیکن ظالم کی مدد کس طرح کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم سے اس کا ہاتھ پکڑ لو (یہی اس کی مدد ہے)۔

****

نوٹ: اسے خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی شیئر کریں۔

مزید دینی مسائل، جدید موضوعات اور فقہی سوالات کی جانکاری کے لئے وزٹ کریں۔

MAQBOOLAHMAD.BLOGSPOT.COM

DATE : 28/1/2022